فضلاءِ کرام کے لیے مستقبل کا لائحہ عمل!

ترتیب: مولوی محمد احمد عبداللہ
متعلم: تخصصِ فقہِ اسلامی، جامعہ

خطاب: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ

''شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۴۳۸ھ/ ۲۰۱۷ء کو جامعہ علومِ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں رسمی طالبِ علمی سے فاتحہ فراغ حاصل کرنے والے طلبہ کو دورہ تدریبیہ کے اختتام پر مستقبل کے لائحہ عمل سے متعلق گراں قدر نصائح ارشاد فرمائیں، تخصصِ فقہِ اسلامی کے طالب علم مولوی محمد احمد عبداللہ سلمہٗ نے انہیں ریکارڈنگ سے نقل کرکے ترتیب دیا ہے۔ افادۂ عام کی خاطر یہ مفید خطاب نذرِ قارئین کیا جارہا ہے۔'' (ادارہ)

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی أشرف الأنبیاء والمرسلین وآلہٖ وأصحابہٖ أجمعین، أمّابعد:

عزیز طلبہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نعمتِ علم کی قدر کریں

سب سے پہلے میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی آٹھ سال کی محنت قبول فرمائی کہ عالم بن کر اس ادارے سے نکلنے والے ہیں، اللہ نے یہاں تک پہنچا دیا، یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ ایسے لوگ بھی ہیں جن بے چاروں نے درجہ اولیٰ پڑھا اور اللہ کو پیارے ہوگئے، درجہ ثانیہ تک پہنچے اور اللہ کو پیارے ہوگئے، درجہ ثالثہ، درجہ رابعہ تک پہنچے اور اللہ کو پیارے ہوگئے، اور بعضوں کے پیچھے شیطان ایسا لگا کہ انہوں نے یہ راستہ ہی چھوڑ دیا، کہیں دکان کھول دی، کہیں مزدوری شروع کردی، کوئی ملازمت شروع کردی، لیکن اللہ

نے آپ کو استقامت دی اور آپ نے آٹھ سال پابندی سے پڑھا اور آج آپ ایک فاضل کی حیثیت سے فارغ ہورہے ہیں، یہ اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ آپ اپنے دائیں بائیں دیکھیں، پاکستان میں (بلکہ) دنیا بھر میں آپ کو جہالت کا اندھیرا ہی اندھیرا نظر آئے گا، اس اندھیرے میں اللہ نے آپ کو آنکھیں دی ہیں، علم دیا ہے اور آپ کو اب یہ معلوم ہونے لگا ہے کہ اللہ کی مرضی کیا ہے؟ اور غیر مرضی کیا ہے؟ اللہ ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ اور کیا نہیں چاہتے؟ یہ سب تفصیلات آپ نے پڑھی ہیں، دنیا میں ایسے بہت سے لوگ آج بھی ہیں جن کو پتہ ہی نہیں کہ دایاں بایاں کیا ہوتا ہے؟ جن کو پتہ ہی نہیں کہ حلال حرام کیا ہوتا ہے؟ اللہ نے آپ کو یہ ساری تفصیلات دے دی ہیں، اس نعمت کی قدر کرو۔

نعمتِ علم کا شکر کیا ہے؟

صحابہ کرامؓ جب آپ ﷺ سے پڑھ کر جانے لگتے اور آپ اُن کو رخصت فرماتے تو (رخصت کے وقت) آپ ﷺ کے (یہ) الفاظ ہوتے: ’’ارجعوا إلی أھلیکم فعلّموھم.‘‘ جاؤ! اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ، اور ’’فعلّموھم‘‘ ان کو جا کر تعلیم دو۔ جن گھر والوں نے اتنا عرصہ آپ کو فارغ کرکے دین کے لیے بھیجا تھا، آخر ان کا بھی کوئی حق ہے یا نہیں؟ اب آپ اپنے گھر جائیں تو آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ آپ کے گھر والے جو نماز پڑھتے ہیں اور اس میں جو سب پڑھا جاتا ہے، کیا واقعی وہ اس کا تلفظ صحیح پڑھ رہے ہیں یا نہیں؟ آپ نے یہاں جو تجوید پڑھی ہے ان کو بھی بٹھا کر کچھ سکھاؤ، گھر والوں کے لیے ایک وقت مقرر کرو، اس میں شرم کی بات نہیں ہے۔ صحابہ کرامؓ نے تو بڑی عمر میں دین سیکھا ہے، آپ یہاں سے پڑھ کر جارہے ہیں تو گھر والوں کو اور عزیز و اقارب کو جمع کریں اور پھر ان کی تجوید صحیح کریں، ان کی نماز کا سبق ٹھیک کریں؛ تاکہ ان کی نمازیں صحیح ہوں۔ اور اس کے علاوہ ایک وقت مقرر کرکے تھوڑی دیر اُن کو وعظ و نصیحت کریں، آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: بھئی! جاؤ! واپس جاؤ اور گھر والوں کو، عزیز و اقارب کو، محلہ والوں کو تعلیم دو۔ اللہ نے یہ جو اتنی بڑی نعمت دی ہے، اس کا شکر یہ ہے کہ اس کو پھیلاؤ، اس کو پھیلانا ہے، یہ نہیں کہ اپنے تک اس کو بند کرنا ہے اور جا کر دکان کھول لو، ریڑھی لگادو، یہ تو ساری دنیا کررہی ہے، آپ کا اصل کام یہ ہے کہ بس دین کے خادم بن جاؤ، جو دین اللہ نے آپ کو دیا ہے، اس کے خادم بن جاؤ، اس کے لیے اپنے آپ کو وقف کردو۔

ابھی مولانا (امداد اللہ صاحب مدظلہ) نے آپ کے سامنے حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مقولہ اشارۃً بیان کیا ہے، اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ ہمارے بزرگوں کے جذبات کیا تھے؟! ان کے اندر کس طرح کے جذبات تھے؟! یہ ہم نے اپنے کانوں سے سنا ہے، سنی سنائی بات نہیں ہے، (حضرت بنوریؒ)

فرمانے لگے: خدانخواستہ اگر میرے اوپر دین کی خدمت کے تمام کام بند ہو جائیں، یعنی ایسا گندا ماحول پیدا ہوجائے، ایسا ظلم کا ماحول پیدا ہوجائے کہ میں کچھ نہیں کرسکتا، سارے دروازے بند، تو میں کیا کروں گا؟ آپ اس سے اندازہ لگائیں، ہمارے بزرگ کیا سوچتے تھے؟! میں ایک گاؤں میں چلا جاؤں گا اور گاؤں میں جانے کے بعد اپنے پیسوں سے جھاڑو خریدوں گا اور اس گاؤں میں جو مسجد ویران پڑی ہوئی ہے، جہاں کوئی نمازی نہیں، اذان نہیں ہوتی، وہاں جاکر پہلا کام یہ کروں گا کہ اس کو صاف کروں گا، پھر صاف کرنے کے بعد اذان دوں گا، اذان دینے کے بعد میں گلی گلی پھروں گا اور لوگوں سے کہوں گا: آؤ نماز کے لیے! آؤ نماز کے لیے! جب وہ سارے آئیں گے تو میں ان کو نماز پڑھاؤں گا، نماز پڑھانے کے بعد ان سے کہوں گا: اپنے بچوں کو یہاں بھیجو، میں آپ کے بچوں کو قرآن پڑھاؤں گا، ناظرہ پڑھاؤں گا۔ اللہ نے جب علم دیا ہے تو اس کا شکر یہ ہے کہ اس کے خادم بن جاؤ، چاہے ابتدا میں ہمیں قاعدہ پڑھانا پڑے، لیکن بس پڑھانا شروع کردو، چاہے دو بچے، یا تین بچے، یا چار بچے مل جائیں، مسجد میں بیٹھ جاؤ، پڑھانا شروع کردو، پھر اللہ برکت دے گا، آہستہ آہستہ ترقی ہوتی رہے گی اور کتابوں کا مرحلہ بھی آئے گا۔

علم کا اثر آپ کے اخلاق واعمال اور معاملات پر ظاہر ہونا چاہیے

آج ہم نے جو پڑھا ہے اور اس میں کوتاہی بھی رہی ہے تو آج ہم یہ عزم کرلیں کہ ہم نے جو کچھ پڑھا ہے، ان شاء اللہ اس پر عمل کریں گے، یہ دین جو ہم نے پڑھا ہے اس کا اثر ہمارے جسم، اخلاق، اعمال اور معاملات پر ظاہر ہونا چاہیے۔ یہاں اخباروں میں ایک دفعہ برطانیہ کا ایک واقعہ شائع ہوا کہ ایک عیسائی صحافیہ ایک مسلمان نوجوان سے اسلام کے بارے میں انٹرویو لی رہی تھی، خبروں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کوئی عالم نہیں تھا، لیکن تبلیغی جماعت سے وابستہ تھا؛ اس لیے کہ علماء کے بعد تبلیغ کی برکت سے تبلیغ والوں کے پاس دین کی معلومات بہت زیادہ ہوتی ہیں۔ اب وہ عورت اس نوجوان سے اسلام کے بارے انٹرویو لے رہی ہے اور وہ جواب دے رہا ہے، دو گھنٹے تک اس نے انٹرویو لیا، دو گھنٹے کے بعد اس نوجوان سے کہتی ہے: مجھے کلمہ پڑھاؤ، اس کو تعجب ہوا کہ بھئی، یہ کیا بات ہے؟! کہنے لگی کہ دو گھنٹے سے میں آپ کا انٹرویو لے رہی ہوں اور دو گھنٹے میں ایک سیکنڈ کے لیے بھی آپ نے مجھے آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔ قرآن کریم میں ہے: ''قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ۔'' (النور:۳۰) یعنی ''ایمان والے مردوں سے کہہ دو کہ نگاہوں کو نیچے رکھو۔'' اس نوجوان نے اس پر عمل کیا، اس کا اثر یہ ہوا کہ وہ عورت مسلمان ہوگئی۔ اس ماحول میں کیوں مسلمان ہوئی؟ کہ اسلام میں اتنی پاک دامنی ہے کہ غیر عورت کو دیکھنا بھی نہیں ہے، برے کام تو برے ہوئے، (غلط) نگاہ بھی نہیں ڈالنی تو اس سے متاثر

ہوکر اس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگئی۔ بہر حال کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنے اعمال، اخلاق و معاملات ایسے بنائیں کہ دیکھنے والا سمجھے کہ یہ کوئی عام انسان نہیں ہے، (بلکہ) یہ واقعی کوئی عالم ہے، یہ واقعی کسی بڑے ادارے کا پڑھا ہوا ہے۔ ''العلماء ورثۃ الأنبیاء''، اس امت کے علماء، خاتم الانبیاء ﷺ کے وارث ہیں، جب وارث ہوں تو ان میں وارث والی خوشبو ہونی چاہیے، نبوت کی خوشبو آنی چاہیے، اس لیے ہمارے اعمال میں یہ چیزیں ظاہر ہونی چاہئیں کہ دیکھنے والا دیکھے کہ یہ کوئی عام انسان نہیں ہے۔

اپنے علاقے کے ائمہ اور مدرسین سے ربط وتعلق پیدا کریں

جب آپ اپنے اپنے علاقوں میں جائیں تو علاقے میں جہاں کہیں بھی اپنے ساتھی ہیں، ان سے رابطہ رہنا چاہیے، پورے علاقے میں مسجد کے امام ہیں، خطیب بھی ہیں، مدرس بھی ہیں، ان کا آپس میں ایک ربط ہونا چاہیے، آپس میں طے کرلو کہ ہر مہینے کی پہلی جمعرات کو ہم جمع ہوا کریں گے اور اس میں ترتیب قائم کرو کہ آنے والے مہینے کی پہلی جمعرات کو فلاں مولوی صاحب کی مسجد میں جمع ہوں گے، عصر کے بعد کا وقت رکھو، مغرب کے بعد کا نہیں کہ آپ کو کھانا نہ کھلانا پڑے، چائے وائے پلا دیا کرو، عصر کے بعد جمع ہوجائیں، (اس مجلس میں) آپ کے جو مسائل ہوں، ان پر بحث ہونی چاہیے، ایک دوسرے کے حالات سے واقف ہونا چاہیے، اس طرح محبت بھی بڑھے گی اور تعاون بھی ہوگا، اسی مجلس میں یہ طے کرلو کہ آنے والے مہینے کی پہلی جمعرات کو فلاں مولوی صاحب کی مسجد میں جمع ہوں گے، اس طرح تعلق رہے گا۔

اپنی مادرِ علمی اور اساتذہ سے وفا کریں

دین ہمیں وفا سکھاتا ہے، جس ادارے میں انسان نے پڑھا ہے، اس کے حقوق ہوتے ہیں اور اسی کے حقوق میں یہ بھی ہے کہ کبھی کبھی وہاں کے حالات معلوم کرلیا کرو، خط لکھ دیا کرو، اور یہاں سے ایک رسالہ (ماہنامہ بینات، اردو/عربی) نکلتا ہے، وہ اپنے نام پر جاری کرادو تو رابطہ رہے گا، کبھی کراچی آنا ہو تو یہاں آؤ، اساتذہ سے ملو، یہ بھی ہونا چاہیے، یہ نہیں کہ فارغ ہوگئے تو اب پتہ ہی نہیں کہ کون ہے، کون نہیں؟۔

دورِ جدید کے فتنے اور علماء کا فریضہ

ایک زمانہ میں لیبیا میں اسلامی کانفرنس ہوتی تھی، یہ قذافی مرحوم کی محنت کا نتیجہ تھا، میں یہ نہیں کہتا کہ قذافی فرشتہ تھا، اس میں بھی کمزوریاں تھیں، لیکن اس میں خوبیاں بھی تھیں، خدانخواستہ یورپ کی طرف سے اگر اسلام پر کوئی حملہ ہوتا تو اوپر کی سطح پر سب سے پہلے اس کا جواب دینے والا قذافی ہوتا تھا، اس کی ایک مثال دیتا ہوں، میں نے اس کی ایک تقریر میں خود سنا، یورپ والوں نے کہا کہ مسلمان متعصب ہوتا ہے، اس نے کہا:

مسلمان متعصب ہوتا ہے؟! تم متعصب ہو، پھر دلائل سے ثابت کیا کہ مسلمان کا ایمان ہے کہ ''لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ'' (البقرۃ:۲۸۵) آدم علیہ السلام سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر پیغمبر پر ہم ایمان لاتے ہیں، یہ نہیں کہ کسی کو مانا، کسی کو نہیں، ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی ایمان رکھتے ہیں، عیسیٰ علیہ السلام پر بھی، آدم علیہ السلام اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی، ان پر صرف یہ نہیں کہ ایمان ہے، (بلکہ) محبت بھی ہے، ان کا احترام ہے؛ اسی لیے مسلمان جب کسی پیغمبر کا نام لیتا ہے تو نہایت ہی احترام سے لیتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا، حضرت اسحاق علیہ السلام نے فرمایا اور ان سے محبت کرتا ہے۔ اسی محبت کا نتیجہ ہے کہ ہر مسلمان گھرانے میں آپ دیکھیں گے کہ انبیاء کے نام ہیں، مسلمان (گھرانوں میں) یعقوب، ابراہیم، اسحاق، یہ سارے نام ہیں، کسی کو آپ نے دیکھا کہ یزید نام رکھا ہو، یا شیطان رکھا ہو؟! انبیاء کرام علیہم السلام سے چوں کہ محبت ہے؛ اسی لیے ان کے نام رکھتے ہیں، (قذافی مرحوم) یہ بیان کر کے کہتا ہے: تم بتاؤ! کسی ایک یہودی کا نام لو کہ جس نے اپنے بیٹے کا نام محمد رکھا ہو، یا ابوبکر رکھا ہو، یا عمر رکھا ہو، عثمان رکھا ہو، علی رکھا ہو؟! اپنی بیٹی کا نام فاطمہ یا عائشہ رکھا ہو؟! ایک عیسائی بتاؤ جس نے اپنے بچوں کا نام ابوبکر، عمر، عثمان، علی رکھا ہو، اپنی بچی کا نام فاطمہ یا عائشہ رکھا ہو، اب بتاؤ متعصب تم ہو یا ہم ہیں؟ تو اس سطح پر سب سے پہلے وہ جواب دیتا تھا۔

بہرحال کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ اسلام کے نمائندے ہیں، ایک عالم نمائندہ ہوتا ہے، آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں، تو جہاں کہیں ایسے فتنے ہوں تو ان کا جواب دینا ہے، آج دنیا میں انکارِ حدیث کا فتنہ دوبارہ سر اُٹھا رہا ہے اور طرح طرح کے فتنے نکل رہے ہیں، یہ علماء کا فریضہ ہے کہ ان فتنوں کو اچھی طرح سمجھیں اور ان کی تردید کریں، ان کا مقابلہ کریں اور مسلمانوں کو اس فتنے کے شر سے بچائیں، یہ آپ کا کام ہے، آپ دین کے سپاہی ہیں، اور سپاہی کا کام یہ ہوتا ہے کہ جہاں اس کی ضرورت پڑے وہاں کھڑا ہے۔

کتاب کے بغیر آپ کو چین نہیں آنا چاہیے

یہ مت سمجھو کہ اب ہم فارغ ہو گئے، لہٰذا اب ہمیں کتاب کی ضرورت نہیں، پڑھنے کی ضرورت نہیں، ایک عالم کو کتاب کے بغیر چین نہیں آنا چاہیے، عالم اور کتاب لازم ملزوم ہیں، کوئی سی دو کتابیں آپ اپنے پاس رکھیں، ایک نہایت ہی علمی کتاب ہو اور ایک ذرا ہلکی قسم کی ہو، جب نشاط ہو تو نشاط کی حالت میں علمی کتاب پڑھا کریں اور جب نشاط نہ ہو، تھکے ہوئے ہوں تو کوئی ہلکی کتاب، اردو زبان میں ہی سہی، پڑھ لیا کریں، لیکن (مطالعہ) اپنا معمول بنالیں، ''وخير جليس في الزمان كتابٌ''، کتاب ایک ایسی چیز اور ساتھی ہے کہ میں نے ایک سفر میں بیس گھنٹے ایک کتاب کی وجہ سے بیٹھے بیٹھے گزار دیئے، ایک بار مجھے قاہرہ سے بغداد

جانا تھا، اب (ائیر پورٹ میں) کاؤنٹر پر جاؤں تو آگے جو ہمارا مصری بھائی بیٹھا تھا، وہ کہتا: ''ساعتین، ساعتین''، یوں کرتے کرتے صبح سات بجے کا جہاز رات میں تین بجے چلا، وہاں کرسی بھی ایسی تھی کہ اس کے دستے بھی نہیں تھے کہ آدمی ذرا سہارا لے لے، اس پر میں بیٹھا ہوں، لیکن کتاب پڑھ رہا ہوں، ایک دو گھنٹے کے بعد وہاں چائے خانے میں چائے پی لی، نماز کا وقت ہوا تو نماز کی جگہ بنی ہوئی تھی، وہاں نماز پڑھ لی، سارا وقت گزر گیا، لیکن مجھے پتہ ہی نہیں چلا۔ کتاب کے ساتھ آپ کا تعلق ہونا چاہیے، کتاب کے بغیر آپ کو سکون نہیں ملنا چاہیے۔

ائمہ کرام درس ضرور دیں

امامت مل جائے تو پانچ نمازوں میں سے کسی ایسی نماز کے بعد جس میں نمازی زیادہ ہوتے ہوں، درس دینا شروع کردو، لیکن درس تیاری کرکے دو، یہ نہیں کہ بس پرانی معلومات کو ہی لوٹاتے رہو۔ ایک مولوی صاحب تھے، ہر جمعے کربلا پر تقریر کرتے تھے، محلے والے بھی تنگ آگئے، اس محلے میں جو اور ائمہ تھے، انہوں نے کہا کہ ذرا مولوی صاحب کو اس سے ہٹاتے ہیں، ان کو دعوت دی کہ بھئی، آؤ اور ہمارے ہاں سورۂ کوثر کی تفسیر بیان کرو، لیکن اس مولوی صاحب کی عادت بگڑی ہوئی تھی، وہاں گیا، بیٹھا، لوگ بھی بیٹھے ہوئے ہیں، مولوی صاحب فرمانے لگے کہ: یہ سورت جو میں نے پڑھی ہے، جانتے ہو کس پر نازل ہوئی ہے؟ سب نے کہا: حضور ﷺ پر نازل ہوئی ہے، حضور ﷺ کون تھے؟! حضرت حسینؓ کے نانا جو کربلا میں شہید ہوئے، پھر کربلا پر تقریر شروع کردی۔

لوگ تنگ ہوجاتے ہیں کہ ایک ہی موضوع لے کر مولوی صاحب کھچڑی پکا رہے ہیں، تیاری کرو بھئی، کبھی قرآن کی کسی آیت کو لے کر اس کا ترجمہ وتفسیر کردو، کبھی کسی حدیث کا ترجمہ اور تشریح کردی، کبھی کوئی فقہی مسئلہ بیان کردیا، کبھی سیرت پر کچھ بیان کردیا، اولیاء اللہ کے کچھ واقعات بیان کردیئے، یوں تنوع ہونا چاہیے؛ تاکہ لوگوں کو اس میں دلچسپی ہو اور لوگ بھی غور سے بیٹھیں اور کچھ لے کر جائیں۔ بہرحال بہت سی باتیں ہیں جو آپ سنتے رہے ہیں، وہ ساری ذہن میں ہونی چاہئیں، ان پر عمل ہو، اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

وصلی اللہ علیٰ سیّدنا محمّد وآلہٖ وصحبہٖ أجمعین!

.....❁.....❁.....❁.....